بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة ابراهيم

(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَذَکِّرۡهُمۡ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۵﴾

ہم نے (اِسی طرح) موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا تھا[7] کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاؤ اور اُنھیں خدا کے (اُن) دنوں کی یاد دلاؤ (جن میں اُس کی دینونت کا ظہور ہوا ہے[8])۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اِس میں ہر اُس شخص کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو (خدا کی آزمایشوں میں) صبر اور (اُس کے افضال و عنایات پر) شکر کرنے والا ہو[9]۔ ۵

۷؎ یہ اُن نشانیوں کا ذکر ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر اتمام حجت کے لیے دی گئی تھیں، جیسے عصا اور ید بیضا وغیرہ۔

۸؎ یعنی جزا و سزا کے فیصلے ہوئے ہیں اور خدا نے رسولوں کے منکرین پر اِسی دنیا میں اپنا عذاب نازل کر دیا ہے، جیسے قوم نوح، قوم لوط اور قوم شعیب وغیرہ۔ قرآن میں یہ تعبیر اِنھی ایام کے لیے اختیار کی گئی ہے۔

۹؎ یہی دو صفات ہیں جو آدمی کے اندر موجود ہوں تو وہ آیات الٰہی کی طرف متوجہ ہوتا اور اُن سے عبرت حاصل کرتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ
ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٦﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ
وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓی اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٨﴾

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ

یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنے اوپر اللہ کی اُس نعمت کو یاد رکھو، جب اُس نے تمھیں فرعون کے لوگوں سے چھڑایا جو تمھیں نہایت برے عذاب دیتے تھے، وہ تمھارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور تمھاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ تمھارے پروردگار کی طرف سے اِس میں[۱۰] (تمھارے لیے) بڑی عنایت تھی۔ اور یاد کرو، جب تمھارے پروردگار نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میری سزا بھی بڑی سخت ہے[۱۱]۔ موسیٰ نے کہا کہ اگر تم ناشکری کرو اور زمین کے سارے لوگ بھی (اِسی طرح) ناشکرے ہو جائیں (تو خدا کا کچھ نہیں بگاڑو گے)، اِس لیے کہ اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے[۱۲]۔ ۶-۸

تمھیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں؟ قوم نوح، عاد و ثمود اور جو اُن کے بعد

۱۰؎ یعنی اِس مصیبت سے چھڑانے میں۔

۱۱؎ اِس وقت چونکہ یہود بھی درپردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے لیے سرگرم ہو چکے تھے، اِس لیے یہ بات اللہ تعالیٰ نے اُنھیں براہ راست خطاب کر کے کہہ دی ہے۔

۱۲؎ یہ غالباً اُسی تقریر کا خلاصہ ہے جو بائیبل کی کتاب استثنا میں بڑے شرح وبسط کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ تقریر اپنی وفات سے کچھ پہلے صحراے سینا میں بنی اسرائیل کے سامنے فرمائی تھی۔ اِسے کتاب استثنا کے ابواب ۴، ۶، ۸، ۱۰، ۱۱ اور ۲۸ تا ۳۰ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بَعۡدِهِمۡ لَا یَعۡلَمُهُمۡ اِلَّا اللّٰهُ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَرَدُّوۡۤا اَیۡدِیَهُمۡ فِیۡۤ
اَفۡوَاهِهِمۡ وَقَالُوۡۤا اِنَّا کَفَرۡنَا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ وَاِنَّا لَفِیۡ شَکٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَیۡهِ
مُرِیۡبٍ ﴿۹﴾ قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ اَفِی اللّٰهِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یَدۡعُوۡکُمۡ
لِیَغۡفِرَ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَیُؤَخِّرَکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثۡلُنَا تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۰﴾
قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ

ہوئے ہیں، جنھیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اُن کے رسول اُن کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے تو اُنھوں نے اپنے ہاتھ اُن کے منہ میں دے دیے[13] (کہ خاموش ہو جاؤ) اور کہہ دیا کہ جو تمھیں دے کر بھیجا گیا ہے، ہم اُس کو نہیں مانتے اور جس چیز کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو، اُس کے بارے میں ہم ایسے شک میں پڑ گئے ہیں جو سخت الجھن میں ڈال دینے والا ہے۔ اُن کے رسولوں نے کہا: کیا خدا کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا وجود میں لانے والا ہے[14]؟ وہ تمھیں بلا رہا ہے کہ تمھارے گناہوں میں سے معاف فرمائے (جو اِس سے پہلے تم سے ہوئے ہیں) اور تم کو ایک مقرر مدت تک مہلت دے۔ اُنھوں نے جواب دیا: تم ہماری طرح کے ایک آدمی ہی ہو۔ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اُن چیزوں کی بندگی سے روک دو جنھیں ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔ (یہی بات ہے) تو ہمارے

---

[13] اصل الفاظ ہیں: 'فَرَدُّوۡۤا اَیۡدِیَهُمۡ فِیۡۤ اَفۡوَاهِهِمۡ'۔ جب کوئی شخص غصے اور نفرت سے کسی کو بات کرنے سے روکنا چاہتا ہے تو اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتا ہے کہ زبان بند کرو، اِس کے بعد ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالو۔ یہ اِسی صورت حال کی تعبیر ہے۔ لفظ 'رَدُّوۡا' یہاں 'جَعَلُوۡا' کے معنی میں ہے اور یہ لفظ اِس معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

[14] یہ سوال استعجاب کی نوعیت کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کو تو تم مانتے ہو۔ ہم جس چیز کی طرف تمھیں بلا رہے ہیں، وہ اِس کے سوا کیا ہے کہ بندگی کا مستحق بھی صرف وہی ہے۔ یہ تو خدا کو ماننے کا لازمی نتیجہ ہے۔ تم اِسے نہیں مان رہے تو پھر کیا خدا کے بارے میں کسی شک میں پڑ گئے ہو؟

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عِبَادِهٖ وَمَا کَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِیَکُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی
مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ
لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِکَنَّ
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ

سامنے کوئی کھلا ہوا معجزہ لاؤ۔[15] اُن کے رسولوں نے اُن سے کہا: بے شک، ہم تمھاری ہی طرح کے آدمی ہیں، مگر اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، فضل فرماتا ہے۔ یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ اذن الٰہی کے بغیر ہم تمھیں کوئی معجزہ لا دکھائیں۔ (سو تمھارا یہ مطالبہ اللہ کے حوالے ہے) اور ایمان والوں کو چاہیے کہ (اِس طرح کے معاملات میں) اللہ ہی پر بھروسا رکھیں۔ اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسا رکھیں، جبکہ ہمارے (یہ) راستے اُسی نے ہمیں بتائے ہیں۔ تم جو اذیت بھی ہمیں دے رہے ہو، ہم اُس پر ہر حال میں صبر کریں گے اور (اللہ پر بھروسا کریں گے، اِس لیے کہ) بھروسا کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔ (اِس پر) منکروں نے اپنے رسولوں سے کہہ دیا کہ ہم تم کو اپنی اِس سرزمین سے لازماً نکال دیں گے یا تمھیں (بالآخر) ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا۔[16] تب اُن کے پروردگار نے اُن کی طرف وحی بھیجی کہ ہم اِن ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور اِن کے بعد تمھیں اِس ملک میں آباد کریں گے۔[17] یہ (بشارت ہے) اُن کے لیے جو میرے حضور (جواب دہی کے لیے) کھڑے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۵؎ مطلب یہ ہے کہ اپنے معبودوں کے بارے میں ایسی سنگین بات ہم اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی کس طرح مان سکتے ہیں۔ ہمیں کوئی معجزہ دکھاؤ جس کو دیکھ کر یقین آ جائے کہ تم فی الواقع خدا کے بھیجے ہوئے ہو۔

۱۶؎ یہ اُنھوں نے اپنے گمان کے مطابق کہا ہے، اِس لیے کہ دعوت سے پہلے وہ یہی سمجھتے تھے کہ رسول بھی اُسی مذہب پر ہیں جو اُنھوں نے اپنے لیے اختیار کر رکھا ہے۔

۱۷؎ رسولوں کے باب میں یہی خدا کی سنت ہے۔ ہم اِس کتاب میں جگہ جگہ اِس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿١٤﴾
وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿١٥﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ
مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿١٦﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ
وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿١٧﴾
مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ
عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٨﴾
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

ہونے سے ڈرے اور جو میری وعید سے ڈرے۔ ۹-۱۴

اُنھوں نے فیصلہ چاہا تھا، (سو فیصلہ ہو گیا) اور (اُس کے نتیجے میں) ہر سرکش ضدی نامراد ہوا۔ (اب) اُس کے آگے دوزخ ہے۔ وہاں اُس کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ وہ اُس کو گھونٹ گھونٹ پیے گا اور گلے سے اتار نہ سکے گا۔ موت ہر طرف سے اُس پر پلی پڑ رہی ہوگی، لیکن مرنے نہ پائے گا اور آگے ایک اور سخت عذاب اُس کا منتظر ہوگا۔ ۱۵-۱۷

جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ہے[18]، اُن کے اعمال[19] کی مثال اُس راکھ کی سی ہے جس پر آندھی کے دن تند و تیز ہوا چل جائے۔ اُنھوں نے جو کچھ کیا ہوگا، اُس میں سے کچھ بھی نہ پا سکیں گے۔ یہی دور کی گمراہی ہے[20]۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا

۱۸؎ یعنی جانتے بوجھتے اُس کے شریک ٹھیرائے ہیں۔ شرک اپنی حقیقت کے لحاظ سے کفر ہی ہے، اِس لیے کہ دین میں خدا کا صرف وہی ماننا تسلیم کیا جاتا ہے جو توحید پر پورے ایمان کے ساتھ ہو۔ چنانچہ آیت میں 'اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا' سے مراد مشرکین قریش ہی ہیں جو سورہ کے مخاطب ہیں۔

۱۹؎ اِس سے، ظاہر ہے کہ اُن کے وہ اعمال مراد ہیں جو اُنھوں نے اپنی طرف سے نیکی کے اعمال سمجھ کر کیے ہوں گے۔ قرآن نے یہ بات جگہ جگہ واضح کر دی ہے کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل بھی خدا کے ہاں مقبول نہیں ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ
اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ سَوَآءٌ
عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ
فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ

ہے۔(یہ اُس کی دی ہوئی مہلت ہے کہ وہ تمھارے اِس کفر وشرک کو گوارا کر رہا ہے)۔ وہ چاہے تو تمھیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق (تمھاری جگہ) لے آئے۔ یہ اللہ پر کچھ بھی دشوار نہیں ہے۔ ۱۸-۲۰

(یہ مہلت بہت جلد ختم ہو جائے گی) اور سب خدا کے روبرو نکل کھڑے ہوں گے۔[۲۱] پھر جو کمزور تھے وہ اُن سے جو بڑے بنے ہوئے تھے، کہیں گے: ہم تمھارے پیچھے چلنے والے تھے تو کیا اللہ کے عذاب سے ہمیں کچھ بچا لو گے؟ وہ جواب دیں گے کہ اگر اللہ نے ہمیں راہ دکھائی ہوتی[۲۲] تو ہم بھی تمھیں راہ دکھاتے۔ اب ہمارے لیے یکساں ہے کہ چیخیں چلائیں یا صبر کریں، ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ۲۱

اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا، (سو اُس نے وہ پورا کر دیا) اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا، مگر میں نے تمھارے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے۔ میرا تم پر کوئی زور نہیں تھا، میں نے اِس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ تمھیں دعوت دی اور تم نے میری

۲۰؎ یعنی ایسی گمراہی ہے جس سے لوٹ کر آنے کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہا۔

۲۱؎ مطلب یہ ہے کہ کسی کے لیے کوئی پردہ یا اوٹ باقی نہیں رہے گی، تمام سہارے ختم ہو جائیں گے اور لوگ تنہا اور بے یار و مددگار خدا کے حضور پیش ہو جائیں گے۔

۲۲؎ یعنی اِس بات کی توفیق دی ہوتی کہ عقل سے کام لیتے اور دنیا ہی میں صحیح راستہ دیکھ لیتے۔

فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۲﴾

وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

دعوت پر لبیک کہا۔ اِس لیے مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ اب نہ میں تمھاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ تم نے جو مجھے شریک ٹھیرایا تھا، میں نے اُس کا پہلے ہی انکار کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِسی طرح کے ظالم ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔۲۲

(اِس کے برخلاف) جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے ہیں، وہ ایسے باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ اپنے پروردگار کے اذن سے وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اُن کی ملاقات اُن باغوں میں (ایک دوسرے پر) سلامتی ہوگی۔۲۳

(یہ اِس لیے کہ اُن کے علم و عمل کی بنیاد ایک کلمۂ طیبہ[۲۳] ہے)۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے کلمۂ طیبہ کی مثال کس طرح بیان فرمائی ہے؟ وہ ایک شجرۂ طیبہ کے مانند ہے جس کی جڑیں زمین میں اتری ہوئی اور جس کی شاخیں فضا میں پھیلی ہوئی ہیں[۲۴]۔ وہ اپنے پروردگار کے اذن سے اپنا پھل ہر فصل میں دیتا رہتا ہے[۲۵]۔ (یہ کلمۂ طیبہ کی مثال ہے) اور اللہ لوگوں کے لیے تمثیلیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ یاد دہانی حاصل کریں[۲۶]۔۲۴-۲۵

۲۳؎ یعنی کلمۂ توحید اور اُس پر مبنی عقائد و نظریات۔

۲۴؎ اصل الفاظ ہیں: 'اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ'۔ اِس میں مقابل کے الفاظ عربیت کے اسلوب

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

اور (اِس کے مقابل میں) کلمۂ خبیثہ[27] کی مثال ایک شجرۂ خبیثہ کی[28] ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے، اُس کو کوئی ثبات نہ ہو[29]۔ ۲۶

پر حذف ہو گئے ہیں۔ اِنھیں کھول دیجیے تو گویا پورا جملہ یہ ہے: 'اَصْلُهَا ثَابِتٌ فِی الْاَرْضِ وَفَرْعُهَا عَالٍ فِی السَّمَآءِ'۔

۲۵؎ یعنی سدا بہار ہے، اُس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔

۲۶؎ یہ قریش کو متنبہ فرمایا ہے کہ وہ چیتیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ اِس تمثیل کے ذریعے سے اُنھیں جن حقائق کی یاددہانی کرا رہا ہے، وہ کیا ہیں؟ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے وضاحت فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''کلمۂ توحید کی تمثیل ایک ایسے درخت سے دے کر قرآن نے ایک حقیقت تو یہ واضح فرمائی کہ اِس کی جڑیں انسانی فطرت کے اندر بھی گہری اتری ہوئی ہیں اور عند اللہ بھی یہ سب سے زیادہ قدر و قیمت رکھنے والی حقیقت ہے۔ گویا زمین و آسمان، میں جو مقام اِس کو حاصل ہے، وہ کسی اور چیز کو حاصل نہیں۔

دوسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اِس کو انسانی فطرت کے اندر سے بھی برابر غذا اور قوت حاصل ہوتی رہتی ہے اور اوپر سے بھی برابر ترشحات اِس پر نازل ہوتے رہتے ہیں جو اِس کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھتے ہیں۔

تیسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اِس کی برکات ابدی اور دائمی ہیں۔ اِس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ جس کے سینے میں یہ نور موجود ہے، وہ ہمیشہ آسودہ اور شادکام رہتا ہے۔'' (تدبر قرآن ۴/ ۳۲۵)

۲۷؎ یعنی کلمۂ شرک اور اُس پر مبنی عقائد و نظریات۔

۲۸؎ یعنی ایسے درخت کی جو جھاڑ جھنکاڑ کی قسم کا ہے۔ اُس میں نہ پھل آتا ہے نہ پھول نکلتے ہیں۔ نہ اُس کے سایے میں بیٹھ سکتے ہیں نہ اپنے لیے کوئی غذا حاصل کر سکتے ہیں۔ استاذ امام کے الفاظ میں گویا ایک خودرو، خاردار، بدبودار، بے فیض و بے ثمر جھاڑی ہے جس کو ہاتھ لگایئے تو اُس کے کانٹے ہاتھوں کو زخمی کریں، چکھیے تو اُس کی تلخی سے زبان اینٹھ جائے، پاس بیٹھیے تو اُس کی بو سے قوت شامہ ماؤف ہو کے رہ جائے۔

۲۹؎ مطلب یہ ہے کہ کلمۂ شرک کی کوئی بنیاد نہ عقل و فطرت کے اندر ہے نہ انبیا علیہم السلام کی تعلیمات میں۔ یہ گویا ایک خودرو جھاڑی ہے جو زمین کے اوپر ہی اوپر ہے، نہ اِس کی کوئی گہری جڑ ہے، نہ فضا کی بلندی نے اِس کو قبول

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴿٢٧﴾

ایمان والوں کو اللہ اِسی محکم بات سے[۳۰] دنیا اور آخرت، (دونوں) کی زندگی میں ثبات عطا فرمائے گا[۳۱] اور جو (اپنی جان پر) ظلم کرنے والے ہیں، اُن کو اللہ (منزل سے) بھٹکا دے گا۔[۳۲] اللہ (اپنے علم و حکمت کے مطابق) جو چاہے، کر گزرتا ہے۔ ۲۷

کیا ہے۔ اِسے کوئی اکھاڑنا چاہے تو اوپر ہی سے اکھاڑ کر پھینک سکتا ہے۔

۳۰؎ یعنی کلمۂ توحید سے۔

۳۱؎ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں وہ فکر و عمل کی ہر پریشانی اور سرگردانی سے محفوظ رہیں گے اور آخرت میں بغیر کسی حیرانی اور سراسیمگی کے ٹھیک اُس منزل پر پہنچ جائیں گے جس کے لیے سرگرم سفر رہے۔ اُن کے پاے استقلال میں یہاں اور وہاں کوئی لغزش نہیں آئے گی۔

۳۲؎ یعنی اُن کے کسی عمل کو نتیجہ خیز نہیں ہونے دے گا۔ اُن کی ہر سعی رایگاں جائے گی اور وہ بالکل نامراد ہو کر رہ جائیں گے۔ آیت میں لفظ 'ظٰلِم' 'ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ' کے معنی میں ہے۔ قرآن میں شرک کو اِسی بنا پر 'ظُلْمٌ عَظِيْمٌ' کہا گیا ہے۔ یہاں بھی 'ظٰلِمِيْن' سے مراد وہی مشرکین قریش ہیں جو سورہ کے مخاطب ہیں۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com